سہ ماہی مجلّہ

# لوح و قلم

پھلواری شریف، پٹنہ

مدیر

محمد منہاج الدین مجیبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هوالفرد المجيب ولى النعمة

"لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب"

دارالعلوم مجیبیہ کا ترجمان

سہ ماہی

# لوح و قلم

پھلواری شریف، پٹنہ

دینی، علمی، ادبی و اصلاحی مجلّہ


ماہ: جنوری، فروری، مارچ ۲۰۰۲ء

ماہ: ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ محرم ۱۴۲۳ھ


مدیر محمد منہاج الدین مجیبی

ادارۂ تحریر

محمد ایت اللہ قادری

مولانا خواجہ عبدالباری

محمد مقصود عالم راہی


جلد نمبر ﴿۱﴾ شمارہ نمبر ﴿۱﴾


زرِ تعاون....

| | |
|---|---|
| فی شمارہ | ۰۸/ روپے |
| سالانہ | ۳۰/ روپے |
| سالانہ بذریعہ ڈاک | ۴۵/ روپے |

ترسیل زر کا پتہ


ایڈیٹر لوح و قلم، دارالعلوم مجیبیہ خانقاہ،

پھلواری شریف، پٹنہ -801505 (بہار) فون نمبر : 250305


شعبہ نشرواشاعت

دارالعلوم مجیبیہ خانقاہ

پھلواری شریف، پٹنہ۔ بہار (الہند)


کتابت : Media Computer Education, Makhdoom Rasti Nagar, Phulwari Sharif, Ph :251116

# فہرست مضامین



| | | |
|---|---|---|
| ☆ لمعات | ادارہ | ۳ |
| **آثار علمیہ**<br>☆ اخلاص نیت | حضرت امان المستجیرین قدس سرہ | ۶ |
| **گوشۂ اہل عرفاں**<br>☆ حضرت سلطان المشائخ اور انکی تعلیمات | مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری | ۱۰ |
| **مقالات**<br>☆ فریضہ حج وحدت امت کا داعی و مظہر | حضرت مولانا شاہ ہلال احمد قادری | ۱۶ |
| ☆ پھلواری میں عہد غالب کی اردو نثر | مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری | ۲۰ |
| **ادبیات**<br>☆ تخمیس برنعت قدسی | ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری | ۲۹ |
| ☆ نعت | مہر درخشاں امیمہ | ۳۰ |
| ☆ کوائف وحالات | ادارہ | ۳۱ |

# لمعات

ادارہ

## باسمك اللهم تبارك وتعالى

ع کارسازما بفکر کارما

اللہ تعالیٰ کے مبارک ومقدس نام سے سہ ماہی مجلّہ "لوح و قلم" اولین شمارہ کی ابتداء کر رہا ہے۔

اس پُر آشوب اور علم وادب سے بے التفاتی کے دور میں کسی علمی، ادبی، اصلاحی اور مذہبی مجلّہ کا نکالنا اور جاری کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ لیکن حوصلہ اگر بلند ہو، نیت میں اخلاص وسچائی ہو، واقعی کچھ کر گزرنے کا جذبہ، ہمت اور توانائی ہو تو مولیٰ تبارک وتعالیٰ پردۂ غیب سے سبیلیں نکالدیتا اور سامان مہیا فرما دیتا ہے۔ اسی ذات ستودہ صفات پر بھروسہ کرتے ہوئے دارالعلوم مجیبیہ کا ترجمان سہ ماہی مجلّہ "لوح و قلم" کے نام سے جاری کیا جارہا ہے۔ جسکا پہلا شمارہ ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر آپ کرم فرماؤں کا بھرپور تعاون ملا تو مجلّہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی ہم کوشش کریں گے۔

---

سہ ماہی "لوح و قلم" دارالعلوم مجیبیہ کا ترجمان ہے، اور دارالعلوم مجیبیہ بانی خانقاہ حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ پیر مجیب اللہ قادری قدس سرہ کی قائم کردہ درس گاہ ہے۔

خانقاہ مجیبیہ نے دین کی خدمت ہمیشہ اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ حب جاہ سے گریز کرتے ہوئے انجام دی ہے۔

آج سے نوے سال قبل خانقاہ سے ایک ماہنامہ "معارف" کے نام سے جاری کیا گیا تھا جو ایک خالص دینی اور مذہبی حلقے سے جاری ہونے والا اس صوبے میں پہلا ماہنامہ تھا، اہل علم نے اسکی بڑی پذیرائی کی، پہلی بار حضرت اقدس فیاض المسلمین مولانا شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہ کے عرفانی رنگ میں ڈوبے ہوئے مضامین ومقالات اسی پرچے کی زینت بنے۔ یہ علمی، ادبی

ور عرفانی مضامین کا حسین گلدستہ تھا "معارف" چند سال جاری رہا، اسی کے بعد اعظم گڑھ شبلی اکیڈمی سے معارف جاری ہوا۔

ایک عرصے کے بعد جب دارالعلوم مجیبیہ کی نشأۃ ثانیہ ہوئی تو اسکے لئے ایک علمی وادبی ترجمان کی ضرورت محسوس ہوئی اور ماہنامہ "المجیب" منظر عام پر آیا۔ المجیب کے ذریعہ طویل عرصے تک علم و دین کی خدمت ہوتی رہی، علم و ادب اور اسلامیات کے موضوع پر ہزاروں صفحات المجیب کی زینت بنے، المجیب کی خصوصیت وانفرادیت اسکا علمی معیار اور فکری توازن تھا، نامساعد حالات کی وجہ سے جو دینی پرچوں کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں، خصوصا اردو کے رسائل کے ساتھ تو بے شمار مسائل ہوتے ہیں، المجیب بھی جاری نہیں رہ سکا۔

ادھر کچھ عرصے سے دارالعلوم مجیبیہ کے ترجمان کی حیثیت سے ایک پرچے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، تاکہ اسکے ذریعہ علمی واصلاحی ذوق بیدار کیا جاسکے اور قارئین کو صالح لٹریچر فراہم کیا جائے، اور جس خانقاہ سے اخلاص وللّٰہیت کی ہمیشہ دعوت دی جاتی رہی ہے، اس دعوت کو عام کیا جائے۔ "لوح و قلم" کا اجراء اسی مقصد کے تحت کیا گیا ہے۔ السعی منی والا تمام من اللہ

---

اسلام جس اتحاد واتفاق اور حسن معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔ بانیٔ اسلام نبیٔ برحق ﷺ نے جس وحدت واخوت کی ترغیب و تاکید فرمائی تھی، مدینہ طیبہ کے انصار نے مکہ معظّمہ کے مہاجرین کے ساتھ جس ہمدردی کا اظہار عملاً کیا تھا، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے جس ایثارو قربانی کا درس دیا تھا، سلف صالحین اور بزرگان دین نے نیک کردار اور حسن عمل کا جو نمونہ پیش کیا تھا، آج خود مسلمان اسکی دھجیاں بکھیرنے میں لگے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلام دشمن طاقتوں کو سر ابھارنے کا پورا موقع ملتا ہے۔ وہ نت نئے طریقوں سے اہل اسلام کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ ایسے قوانین وضع کرتے ہیں جنکے برے اثرات مسلمانوں پر پڑتے ہیں۔ مسلمان مدافعت میں آواز بلند کریں تو اسے وطن دشمن کہدیا جاتا ہے۔ ستم یہ ہے کہ خود ہندوستان کی فرقہ پرست تنظیمیں جو چاہیں بول لیں ان کی کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام — وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

---

ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں مسلمانوں کی یہ زبوں حالی کیوں ہے؟ مسلمان ہر طرف سے مطعون کیوں ہو رہے ہیں؟ انکے جائز حقوق انہیں کیوں نہیں ملتے؟ حالانکہ وطن

عزیز کی آزادی کیلئے انہوں نے دوسرے ہم وطنوں سے کم قربانیاں پیش نہیں کی ہیں۔اور آج تک وہ قانون کا احترام کرتے رہے ہیں۔

اسکے بنیادی اسباب کی تلاش میں دوسروں کو الزام دینے کے بجائے مسلمانوں کو اپنا ہی محاسبہ کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت وبندگی اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سے وہ کتنا دور ہوتے جارہے ہیں، آخرت طلبی کے مقابلہ میں دنیا طلبی کا غلبہ ہے، اتحادو یک جہتی کا فقدان ہے، فرقہ بندی اور گروپ بندی کو ترقی کا زینہ سمجھ لیا گیا ہے، تفوق وبرتری کے دلدل میں دھنستے جارہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ضابطۂ حیات بیان فرمایا ہے الایۃ

**اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَا زَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ الخ**

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہو اور آپس میں جھگڑا نہ کیا کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔

آیت کریمہ نے واضح طور پر بتایا کہ آپسی اختلافات اور تنازعات سے بزدلی پیدا ہوتی ہے اور شجاعت کی صفت دور ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شجاعت کی صفت باقی رکھنی ہو تو رسول اکرم ﷺ کی پیروی کرنی ہوگی اور شریعت مصطفوی کی پابندی کرنی ہوگی۔

---

مسلمانوں پر لازم ہے کہ جمود و تعطل کو توڑ کر اپنے اندر انقلاب پیدا کریں۔ ہندوستان میں بسنے والے بیس کروڑ مسلمان اپنے فروعی اختلافات چھوڑ کر متحد ہو جائیں، احکام اسلامی کی پابندی اور منہیات سے گریز کریں تو مسلمانوں کا وقار بڑھے گا، عزت بڑھے گی، پھر کسی جماعت یا فرد کو ان پر انگلی اٹھانے کی ہمت نہ ہوگی۔

---

اس سال بھی ہر سال کی طرح حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ملک کے طول وعرض سے جو حجاج کرام جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب حجاج کے حج کو حج مبرور اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ کو مقبول بنائے (آمین بحق رسولہ الامین ﷺ)۔

**صلوا علی المدینۃ منی وسلموا اے زائران روضہ سلطان اصفیاء**

# اخلاص نیّت

حضرت امان المتحیرین عارف باللہ مولانا سیّد شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ

''اخلاص'' نام ہے بندہ کا ہر کام میں رضاء الٰہی کی طلب کا۔ یعنی ہر اچھا کام اس نیت سے کیا جائے کہ پروردگار ہم سے راضی اور خوش ہو اور ہم غضب الٰہی سے محفوظ رہیں۔ اسی نیت سے اعمال میں وزن پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے ہی اعمال مقبول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مکرم ہستی کس کی ہو سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اخلاص نیت ہی کے ساتھ اپنی عبادت کا حکم دیا۔ **اِنَّآ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصاً لَهُ الدِّیْنَ ☆ اَلاَ لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ☆** (زمر)

''اے پیغمبر ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف سچائی کے ساتھ نازل کی ہے۔ پس (شرک وشائبہ ریا سے) خالص کر کے اللہ کی عبادت کرو۔ دیکھو! خالص عبادت ہی خدا کے لئے زیبا ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اکثر انبیاء و مرسلین کو ''مخلص بندہ'' ان کے اخلاص نیت ہی کی وجہ سے فرمایا ہے۔ چنانچہ انبیاء و مرسلین نے تبلیغ و رسالت جیسے کٹھن کام کو محض عند اللہ ماجوریت کے حرص میں انجام دیا اور انہوں نے اپنی اپنی قوم کو فرمایا۔

**اِنْ اَجْرِیَ اِلاَّ عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆** میرا اجر صرف اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے۔

مومنین کی شان یہی ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں، مخلوق کی خدمت میں اور ملکی و جماعتی کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو اور اُخروی ثواب کو پیش نظر رکھیں۔

خدا کے وہ نیک بندے جو اخلاص نیت کے ساتھ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح دی ہے۔

**وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِیْتاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِ ☆ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ☆ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ☆** (بقرہ)

اور جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ

کرتے ہیں۔اُن کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو، جب اس پر مینہ پڑے تو دوگونہ پھل لائے اور مینہ نہ بھی پڑے، تو پھوار ہی کافی ہے اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

اس آیت میں مینہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ خرچ کرنا ہے اور پھوار سے مراد کم خرچ کرنا۔ یعنی خلوص نیت سے زیادہ مال کے خرچ میں زیادہ ثواب ملے گا اور اگر خلوص نیت سے تھوڑا ہی خرچ کیا، تو اس کا بھی اجر ملے گا۔

جو لوگ نام و نمود کے لئے خرچ کرتے ہیں یا انفاق کے بعد احسان جتاتے ہیں۔ ان لوگوں کی مثال اس آیت میں دی گئی ہے۔

**اَیَوَدُّاَحَدُ کُمْ اَنْ تَکُونَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَ نْهٰرُلَهٗ فِیْهَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ وَاَصَابَهُ الْکِبَرُوَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَاءُ فَاَصَا بَهَا اِعْصَارٌفِیْهِ نَارٌفَاحْتَرَقَتْ ٭ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الاٰ یَاتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ** (بقرہ)

بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو۔ جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور اس میں اسکے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آپکڑے اور اسکے ننھے ننھے بچے ہوں، تو ناگہاں اس باغ میں آگ کا بھرا ہوا بگولہ چلے اور وہ جل کر آگ کا ڈھیر ہو جائے۔ اسی طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے، تاکہ تم سوچو اور سمجھو۔

یعنی وہ لوگ جو اخلاص نیت سے کورے ہیں، جب قیامت کے دن اپنے اعمال کا کوئی اجر نہ پائیں گے، تو اس وقت ان کی حالت اس بوڑھے شخص کی سی ہوگی جس نے ایک میوہ دار باغ لگایا تھا، جو اس کی اور اس کے بچوں کی زندگی کا سہارا تھا۔ جب اس کے پھل کا وقت آیا تو باد صرصر کے جھونکے نے اس کے باغ کو آن کی آن میں جلا کر راکھ کر دیا۔

قیامت کے دن ریاکار عالم و قاری، ریاکار شہید اور ریاکار سخی کے عذاب کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا جیسا کہ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آئی ہے کہ :۔

" قال رسول الله ﷺ ان اولی الناس یقضیٰ علیه یوم القیٰمة رجل استشهد فاتی به فعرفه نعمه فعرفها فقال فما عملت فیها قال قاتلت فیك حتیٰ استشهدت قال کذبت ولکنك قاتلت لان یقال جرئی فقد قیل ثم امربه فسحب علیٰ وجهه حتیٰ القی فی النّار ورجل تعلم العلم وعلمه و قرأ القرآن فاتی به فعرفه نعمه فعرفها قال فما عملت فیها قال فعلمت العلم و علمته

وقرات فيك القرآن قال كذبت و لكنك تعلمت العلم ليقال انك عالم وقرأت القرآن ليقال هو قارى فقد قيل ثم امر به فسحب علىٰ وجهه حتىٰ القى فى النار ورجل وسع الله عليه واعطاه من اصناف المال كله فاتى به فعرفه نعمه فعرفها قال فما عملت فيها قال ماتركت من سبيل تحب ان ينفق فيها الا انفقت فيها لك قال كذبت ولكنك فعلت ليقال هو جواد فقد قيل ثم امربه فسحب به علىٰ وجهه ثم القى فى النّار ☆

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پہلا شخص جس کے خلاف عذاب کا فیصلہ کیا جائیگا وہ شخص ہوگا، جو کسی جہاد میں شہید کیا گیا ہوگا، یہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا جائیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں کو بتائے گا، تو وہ بندہ ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تونے ان نعمتوں کا کیا مصرف لیا، تو وہ عرض کریگا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ میں شہید کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تونے جھوٹ کہا ۔ تونے مقاتلہ اس لئے کیا تھا کہ تو دنیا میں جری اور بہادر مشہور ہو جائے، چنانچہ تو دنیا میں حسب مقصد جری اور بہادر مشہور ہوا۔ اس کے بعد بحکم الٰہی وہ منہ کے بل جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا شخص پیش کیا جائے گا، جس نے مذہبی علم حاصل کیا تھا اور دوسروں کو تعلیم بھی دی تھی اور قرآن بھی پڑھا تھا۔ دربار خداوندی میں پیش ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیگا کہ تونے ان نعمتوں کا کیا مصرف لیا وہ عرض کرے گا کہ میں نے مذہبی علم حاصل کیا اور دوسروں کو تعلیم بھی دی اور تیری خوشنودی کے لئے قرآن بھی پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائگا کہ تونے جھوٹ کہا ۔ تونے علم اس لئے حاصل کیا اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ دنیا میں عالم و قاری کہلائے۔ چنانچہ تو دنیا میں عالم و قاری مشہور ہوا ۔ پھر بحکم الٰہی وہ منہ کے بل جہنم میں پٹک دیا جائگا ۔ ایک اور آدمی پیش کیا جائگا ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دولت اور ہر طرح کا مال عطا کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ اُس سے بھی اپنی نعمتوں کے اعتراف کرانے کے بعد دریافت فرمائیگا کہ تونے دنیا میں ان نعمتوں کا کیا مصرف لیا وہ عرض کریگا کہ میں نے تیری رضامندی کے راستوں میں اپنا مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تونے جھوٹ کہا۔ تونے محض اس مقصد سے سخاوت کی تھی کہ دنیا میں سخی مشہور ہو جائے، چنانچہ تو دنیا میں سخی مشہور ہوگیا ۔ پھر حکم خداوندی سے وہ منہ کے بل دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔

کفر کے غلبہ کے موقع پر جب کہ اظہار دین اور اداءِ واجبات سے مسلمان عاجز

آجائیں تو ہجرت بھی عبادت ہے اور تمام عبادات سے سخت عبادت ہے۔ ہجرت میں گھر، جائداد اور اکثر اسباب معیشت کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا جانا ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہ عبادت بھی اخلاص نیت سے خالی ہو تو اس کا بھی کوئی اجر عند اللہ نہ ملیگا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

**اِنما الا عمال بالنیات ولکل امرئی ما نویٰ فمن کان ھجرته الی الله ورسوله فھجرته الی الله ورسوله ومن کان ھجرته الی دنیا یصیبھا وامراء ۃ یتزوجھا فھجرته الی ما ھا جرالیه** (متفق علیہ)

"اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملیگا پس جس شخص نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کے لئے ہوگی (اس کو اس کا اجر ملیگا) اور جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو عند اللہ اس کی یہ ہجرت مذمومہ دنیاوی ہجرت مانی جائیگی آخرت میں اسکی ہجرت کا کوئی اجر نہ ملے گا"

اس حدیث کی شرح میں مصنف 'فتح الباری' (شرح بخاری) نے ایک محدث عبداللہ ابن المہدی کا قول نقل کیا ہے :۔

**ینبغی ان یجعل ھذا الحدیث راسَ کل باب** (مناسب ہے کہ مصنفین اس حدیث سے اپنی کتابوں کی ابتداء کریں) چنانچہ بعض محدثین نے اپنی کتاب کا اصل حدیث کو فاتحۃ الکتاب بنایا ہے اور اپنی کتابوں کو اس حدیث سے شروع کیا ہے :۔

**اللھم انی اعوذبك من الفقر والکفر والفسوق وَالشقاق والنسمعة والریاء بجاہ سیّدنا محمدصلی الله علیه وسَلم۔**

# حضرت سلطان المشائخ اور ان کی تعلیمات

مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری

سلطان المشائخ کی شخصیت پر ابتک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اسلئے ان کی شخصیت کے کسی نئے گوشے کا انکشاف مشکل ہے۔ سیرت و شخصیت کے کسی نئے پہلو تک محققین اہل قلم ہی کی رسائی ہو سکتی ہے۔ خاکسار اس کا اہل نہیں یہ چند سطریں سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے عقیدت و محبت کے نتیجے میں اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے تعلق کی بنا پر پیش کرنیکی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

آپکی ولادت بدایوں کی مردم خیز زمین میں ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ ۱۲۳۸ء کو ہوئی حضرت محبوب الٰہی پانچ سال کے ہوئے تو آپکے والد ماجد نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپکی والدہ ماجدہ جو اپنے وقت کی بڑی عابدہ و صالحہ تھیں انہوں نے نہایت خوش اسلوبی اور بڑے اہتمام و توجہ سے آپکی تربیت فرمائی کتاب پڑھنے کے قابل ہوئے تو شہر بدایوں کے ممتاز علماء کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا آپکے اساتذہ میں سب سے نمایاں شخصیت حضرت مولانا علاؤالدین اصولی کی ہے بدایوں میں تعلیم کے ابتدائی مراحل طے کر کے باقاعدہ تحصیل و تکمیل کی غرض سے سولہ سال کی عمر میں دہلی تشریف لائے اور دہلی میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا شروع کیا آپ بڑے ذہین و فطین تھے ساتھیوں سے خوب علمی مناظرے کرتے۔ بحث واستدلال میں آپکا کوئی ہم پلہ نہ تھا اور نہ مقابلہ کی تاب لا سکتا تھا آپ جس علمی مسئلے پر بحث کرتے آپکے رفقاء لاجواب ہو جاتے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی آپکے ہم درس آپکے تبحر علمی کا اعتراف کرنے لگے اور آپکو مولانا نظام الدین بحاث اور مولانا نظام الدین محفل شکن کے لقب سے پکارنے لگے تھے۔

تحصیل علم کے بعد آپ شیخ کامل اور مربیء جلیل کی تلاش میں اجودھن تشریف لے گئے بابا فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ کی خانقاہ میں تشریف لائے۔ جب آپ حضرت بابا صاحب کے پاس پہونچے تو بابا صاحب نے آپکو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ　　سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

آپنے اپنے پیر و مرشد کی صحبت میں رہ کر مدارج سلوک وتصوف بالخصوص عوارف المعارف کے درس خاص کی تکمیل کر کے خلافت کی سند حاصل کی اور اس کے بعد آپکو دھلی میں قیام کرنے کا حکم ملا۔

آپکی تعلیمات بکثرت ہیں اور صوفیائے ھند کے متعلق معلومات کا بیش بہا ذخیرہ آپکے ملفوظات میں موجود ہے جنہیں آپکے دو فیض یافتہ اور دست گرفتہ بزرگوں نے جمع کیا ہے۔ خواجہ حسن سجزی نے فوائد الفواد کے نام سے اور امیر خسرو کرمانی نے سیر الاولیاء کے نام سے ملفوظات مرتب کئے اور انکے مطالعے سے محبوب الٰہی کے تبحر علمی اور وسعت نظر کا حسب بساط اندازہ ہوتا ہے۔ معمولی شرعی مسائل سے لیکر اعلیٰ مقامات تصوف تک آپنے مختلف اوقات میں نہایت عام فہم انداز میں لوگوں کو سمجھایا۔ ظہر کی نماز کے بعد مجلس منعقد ہوتی اسمیں حضرت علمی نکات بیان کرتے، تفسیر وحدیث اور دوسری کتابوں کا بھی درس ہوتا۔ حاضرین سر جھکائے آپکے علمی اقوال سے اسطرح محظوظ ہوتے گویا وہ الہامی باتیں سن رہے ہیں۔

حضرت سلطان المشائخ نے اپنے مریدین ومعتقدین کی اصلاح و تربیت بڑے اہتمام وتوجہ سے فرمائی۔ آپکے دست گرفتہ و تربیت یافتہ مریدین ومسترشدین نے کبھی دنیا سے دل نہیں لگایا اور فقر ودرویشی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور جاہ وجلال کی کسی نمائش کے موقع پر کلمہ حق کہنے سے کبھی باز نہیں رہے۔ یہی حقیقی تصوف کا نتیجہ اور درویشان کامل کا شیوہ ہے۔ حق گوئی وبیباکی کے ایسے نمونے پیش کئے جسکی مثال ملنی آسان نہیں۔ ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی وبیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

سلسلہ چشتیہ کے مشائخ نے بوریا نشینی، فقر ودرویشی اور احکام وسلاطین وقت کی ملاقات سے احتیاط وگریز کو اپنا اصول بنایا تھا اور ان سے نہ صرف یہ کہ دور رہنا پسند کرتے تھے ان کے تحفے اور نذرانے بھی قبول نہیں فرماتے تھے انکی یہ روش اس بات کی طرف اشارہ تھی کہ سلاطین وقت کی امداد واعانت سے فقراء اور صوفیا کا طبقہ مستغنی اور بے نیاز ہے اس جماعت نے اپنے محبوب ازلی اور معشوق حقیقی کے آستانے پر سر رکھدیا ہے۔ انکی عزت، شہرت مقبولیت ومرجعیت شاہان عصر کی توجہ وکرم کی مرہون منت نہیں ہے یہ حق پسندوں، حق پرستوں اور حق گویوں کی غیرت مند جماعت ہے۔

اھل دول کے ممنون احسان ہو کر یہ حضرات اعلاء کلمۃ الحق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کر سکتے چنانچہ سلطان المشائخ انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر تھے۔ آپ ہمیشہ اشاعت اسلام کیلئے کوشاں رہتے آپ یہ سمجھتے تھے کہ محض بہترین تقریر و عظ و نصیحت سے غیر مسلموں کو مسلمان کر لینا آسان نہیں ان لوگوں کو موثر اور طویل صحبت کی ضرورت ہے۔

فوائد الفواد میں ہے کہ ایک غلام جو مسلمان تھا حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اسکا ایک ہندو دوست تھا۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے۔ حضرت نے اس غلام سے فرمایا کہ تمہارا بھائی کچھ اسلام کی طرف بھی رغبت رکھتا ہے، غلام نے عرض کیا، اس کو حضرت کے قدموں میں اس لئے لایا ہوں کہ نظر کیمیا اثر کی برکت سے یہ مسلمان ہو جائے یہ سنکر حضرت کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں فرمایا کہ کسی کے کہنے سننے سے اس قوم کا دل نہیں پھرتا، ہاں اگر اسکو کسی نیک بندے کی صحبت میسر ہو تو امید ہے کہ اسکی صحبت کی برکت سے مسلمان ہو جائے۔

چشتی بزرگوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے اصلاح و تزکیہ نفس کے لئے تحریر و تقریر کو ذریعہ نہیں بنایا۔ البتہ اپنے ارشادات و فرمودات اور پند و نصائح کے ذریعہ اصلاح فرماتے تھے اور اس سے زیادہ ان بزرگوں کی بابرکت صحبتیں اور کیمیا اثر لوگوں کے اخلاق و اعمال میں تبدیلی کا سبب ہوتی تھیں۔

سلطان المشائخ اپنی نجی مجلسوں میں ہر طرح کی علمی و دینی گفتگو فرماتے تھے ایک ایک نشست میں بیشمار علمی گتھیاں سلجھتیں، تصوف و سلوک کے مسائل بیان ہوتے، طریقت کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھتا اور بہت سی علمی و عرفانی شخصیتوں کے حالات پر پڑے ہوئے تاریخ کے گرد و غبار صاف ہو جاتے، آپکی گفتگو کیا تھی رنگارنگ بیانات کا مجموعہ اور حقائق و معارف کا آئینہ تھی۔ حدیث دیگراں کے پیرائے میں خود اپنی بات میں بیان فرماتے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ان ملفوظات میں سلطان المشائخ کے صحیح خد و خال نمایاں ہوتے ہیں۔ اور آپکے خیالات و رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ آپکی پر کشش شخصیت علمی فضل و کمال، فقر و عرفان اور خلق خدا کے ساتھ شفقت و محبت کے سلوک نے آپکو عوام و خواص میں ایسا مقبول بنادیا تھا کہ صبح سے شام تک آپکی خانقاہ میں ایک مرجوعہ رہتا۔ روزانہ سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں آنیوالے آپکے فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر جاتے۔ وہ اگر ایک طرف آپکے عرفان و ولایت اور اخلاص و للٰہیت کا خیال اپنی آنکھوں

سے دیکھتے ہونگے تو دوسری طرف آپکے کلمات طیبات عقیدت کے کانوں سے سنکر انکو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہونگے۔ ظاہر ہے کہ سلطان المشائخ کے احوال واقوال اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتے ہونگے۔ ذوق و شوق اور غایت اعتقاد کا تقاضہ ہے کہ آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی باتیں دوسروں تک بھی پہنچادی جائیں۔ سیر الاولیاء کی روایت سے یہ قیاس حقیقت سے بہت قریب معلوم ہوتا ہے کہ سلطان المشائخ کو سماع کی محفلوں میں جن اشعار پر کیفیت ہوتی وہ اشعار دھلی کے لوگوں میں مشہور ہو جاتے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپکی تعلیمات کا سلسلہ جاری تھا۔ اور ان کو پھیلانے کا قدرت نے خود انتظام کر رکھا تھا اس لئے یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ جنھوں نے آپکی بیعت کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا اور آپکی صحبت اختیار کی صرف وہی اصلاح پذیر ہوئے بلکہ ان کے علاوہ ان لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں جنھوں نے سلطان المشائخ کے پر اثر کلمات سنکر اور ان کی قلبی کیفیات کا حال جان کر اپنی زندگی کا رخ بدل لیا ہو۔

آپکے نزدیک تزکیہ نفس کا حصول بیعت طریقت اور صحبت شیخ پر موقوف تھا اسی لئے اصلاح وارشاد کیلئے آپنے یہی راہ اختیار فرمائی۔

ملفوظات میں نسبتاً تصوف وسلوک کے مسائل زیادہ ہیں۔ طریقت کے آداب وشرائط بیشتر مجلسوں میں بیان فرمائے ہیں۔ گفتگو کے ضمن میں پیران سلسلہ چشتیہ ودیگر بزرگوں کے واقعات بطور استشہاد بیان فرمائے ہیں۔ جس سے ارشادات میں بڑی تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔ اثر انگیز واقعات سے کبھی کبھی خود بدولت بھی رو پڑتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ ایک مرتبہ کتاب کا مطالعہ کرنے لگے اس پر ہاتف نے آواز دی اے ابو سعید ہمارا معاہدہ لوٹا دو کیونکہ تم کسی دوسری چیز میں مشغول ہو گئے ہو۔ یہاں تک پہونچکر آپ رونے لگے اور زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا۔

تو سایہ دشمنی کجادر گنجی　　　جائی کہ خیال دوست زحمت باشد

فوائد الفواد کی ساتویں مجلس میں ایک مرتبہ ترک دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ترک دنیا یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص کپڑے اتار کر برھنہ ہو جائے مثلاً لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے، ترک دنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے، کھانا بھی کھائے البتہ اس کے پاس جو کچھ بھی آئے اسے خرچ کرتا رہے جمع نہ کرے اسکی طرف دل راغب نہ ہو اور دل کو کسی چیز سے وابستہ نہ کرے۔

ایک دوسرے موقع پر دنیااور لذتوں کوترک کے بارے میں اسطرح افادہ فرمایاکہ ہمت بلند رکھنی چاہیئے۔ دنیاکی آلائش میں مشغول نہیں ہوناچاہئے۔ اور خواہشات نفسانی سے دست کش رہناچاہئے پھر یہ شعر پڑھا۔ ؎

یک لحظہ ز شہوت کہ داری بر خیز      تا بنشیند ہزار شاہد پیشت

اس ہوس سے جو تمہارے اندر پیدا ہو گئی ہے ایک لحظہ سے دست کش ہو کر اٹھ کھڑے ہو تاکہ ہزار معشوق تمہارے سامنے آبیٹھیں۔

فوائد الفواد کی تیرھویں مجلس میں طاعت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے نکتہ بیان فرمایاکہ ایک طاعت لازمی اور ایک طاعت متعدی۔ لازمی طاعت وہ ہے جسکا فائدہ صرف طاعت کرنے والے ہی کے نفس تک رہے اور یہ طاعت ہے نماز، حج، اورادو ظائف، تسبیحات اور انہیں کی مانند دوسری چیزیں۔ متعدی طاعت وہ ہے کہ اُس سے دوسرے کو منفعت اور راحت پہنوںچے وہ دوسرے پر لطف و کرم کرے اسے متعدی طاعت کہتے ہیں۔ اسکا ثواب بے حدو حساب ہے۔ لازمی طاعت میں اخلاص چاہئے البتہ متعدی طاعت جس صورت میں کی جائے اس کا ثواب ملے گا۔

آجکل فہم قرآن پر بہت زور دیا جارہاہے قرآن کی تفسیرین بیان کی جاتی ہیں درس قرآن کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اعتقاد واعمال کا بگاڑ اخلاق و کردار کی خرابی اپنی جگہ پر ہے علماء اور دانشورں کی باتیں آپ سنتے ہی رہتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی کی زبان وحیؑ ترجمان سے بھی تلاوت قرآن کے آداب سماعت فرمایئے : فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن مجید کے مراتب کی آٹھ قسمیں ہیں پھر پانچ قسموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا پہلی قسم یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والے کے دل کا خدائے تعالیٰ سے تعلق ہو، اگر یہ میسر نہ ہو تو چاہئے جو کچھ پڑھے اس کے معنی اس کے دل کے اندر اتریں اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو چاہئے کہ قرآن پڑھتے وقت خدائے تعالیٰ کی عظمت وجلال کا تصور دل کے اندر اترے، مرتبہ چہارم کے بارے میں فرمایاکہ تلاوت کرتے وقت تلاوت کرنے والے پر یہ احساس غالب ہوناچاہئے کہ قرآن کی اس دولت کے لائق میں کہاں ہوں۔ اگر ایسانہ ہو تو تلاوت کرنے والے کو جانناچاہئے کہ قرآن کی تلاوت کا اجر دینے والا خدائے تعالیٰ ہے۔ (فوائد الفواد ، بائیسویں مجلس) قرآن پڑھنے کا تعلق اگر خدا سے نہ ہو اور معنی

قرآن اس کے دل کے اندر نہ اترے تو ایسا پڑھنے سے کیا فائدہ۔

حضرت محبوب الٰہی کے ارشاد میں بڑی معنویت ہے بقول علامہ اقبال ؎

تیرے ضمیر پر جبتک نہ ہو نزول کتاب گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

بیعت طریقت کا اصول بیان کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض لوگ بیعت کا طریقہ نہیں جانتے ہیں۔ ایک سے بیعت کرتے ہیں پھر دوسرے سے وابستہ ہو جاتے ہیں بعض لوگ مشائخ کے مزاروں سے بیعت کرتے ہیں۔ حسن سجزی جامع ملفوظات نے عرض کیا کہ بعض مشائخ کے مزاروں کا قصد کرتے ہیں۔ اس کے پاس بیٹھ کر سر منڈاتے ہیں کیا یہ بیعت جائز ہے جواب میں اپنے پیر و مرشد سے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا کہ شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے ایک صاجزادے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار کے پائنتی میں گئے، وہاں سر منڈایا لوگوں نے یہ خبر حضرت بابا صاحب کو دی آپنے فرمایا کہ شیخ قطب الدین ہمارے آقاو مخدوم ہیں لیکن اس بیعت کو صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا ارادت و بیعت یہ ہے کہ کسی شیخ و مرشد کا ہاتھ پکڑ لیا جائے (چوبیسویں مجلس فوائد الفواد)

حضرات صوفیاء کے بتائے ہوئے اور ادو اشغال پر آج بڑے اعتراضات ہیں انکو غیر شرعی قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سلطان المشائخ کا ارشاد ہے کہ کسی صاحب نعمت کے نفس کی بدولت حاصل ہونیوالی عبادت اور وظائف کو ادا کرنیکی راحت ہی کچھ اور ہے۔ پھر فرمایا کہ بعض ورد ہیں جنہیں میں نے خود اپنے اوپر لازم کیا ہے اور بعض ورد ہیں جنہیں میں نے اپنے پیر و مرشد سے حاصل کیا ہے ان دونوں ورد کے ادا کرتے وقت جو راحت حاصل ہوتی ہے ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے (مجلس چودہ فوائد الفواد)

سلطان المشائخ کا وصال ۱۸۔ ربیع الثانی ۷۲۵ھ میں ہوا اسی دن دوپہر میں آپکی تدفین عمل میں آئی حضرت شیخ رکن الدین ملتانی اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی نے آپکے جسد اطہر کو قبر میں اتارا اور آپکے پیر و مرشد کے تبرکات آپکے شامل کئے گئے۔

صدیاں گذر گئیں لیکن آج بھی آپکے فیضان سے کتنے قلوب بہرہ ور ہو رہے ہیں اور کتنے انسانوں کو دل و نگاہ کی پاکیزگی حاصل ہے۔ آپکا فیض جاری ہے اور جاری رہے۔ ؎

الٰہی تا بود خورشید و ماہی چراغ چشتیاں را روشنائی

# فریضۂ حج
# وحدت امت کا داعی و مظہر

حضرت مولانا شاہ ہلال احمد قادری

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور ہر اس صاحب حیثیت مسلمان پر فرض ہے، جو سفر حج کے اخراجات کا متحمل ہو سکے، **وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً**☆ اور اللہ کے لئے ان لوگوں (مسلمانوں) پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی (مالی و جسمانی) استطاعت رکھتے ہوں۔

حج بیت اللہ ایک ایسی اہم ترین عبادت ہے جو عبادت کی تینوں صورتوں، قولی، مالی، اور جسمانی کی جامع ہے اور اسکے لئے اپنا گھر کافی نہیں ہے بلکہ اپنے رب کے گھر کا سفر ضروری ہے، جو شخص حج کو غیر اہم اور حقیر جانتا ہے یا وہاں کا منکر ہے تو وہ گویا اللہ کے گھر کو حقیر سمجھتا ہے اور وہاں تک جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے، ایسا شخص درحقیقت غیرت الٰہی کو آواز دیتا ہے، اس لئے منکرین حج کے لئے بڑے پُر جلال انداز میں فرمایا۔ **وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ** ☆ اور جس نے (حج سے) انکار کیا تو اللہ سارے عالم سے بے پرواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر گز اس بات کا محتاج اور ضرورت مند نہیں ہے کہ لوگ اس کے گھر کی زیارت اور حج کو آئیں، یہ عبادت بندوں کو اپنی ذات سے قریب کرنے اور سعادت اخروی سے بہرہ ور کرنے کے لئے اس نے فرض کی ہے اس لئے ایسے نااہلوں اور منکروں کی اللہ کو ذرہ برابر پرواہ نہیں، ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و وجوہ الکرام سے روایت ہے۔

**قال رسول الله ﷺ من ملك زاداً وراحلة تبلغه الی بیت الله ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً او نصرانیاً ، ان الله یقول فی کتابه وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سبیلاً** ☆

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اتنے سامان سفر (زاد و راحلہ) کا مالک ہو جائے جو اسکو بیت اللہ تک پہنچا سکے پھر بھی اس نے حج نہیں کیا، تو کوئی فرق نہیں کہ اس کی موت یہودیت پر ہو یا نصرانیت پر"

حج کے اجر و ثواب کے متعلق احادیث بکثرت ہیں۔ ارشاد ہوا۔ حج مبرور کا ثواب جنّت ہے (ترمذی) حج کرنے والے کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (ترمذی) حج کرنے والا حج

کے بعد گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (مسلم)

حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جو گناہ کی ہر آلودگی سے پاک ہو، حسن نیت کے ساتھ مالِ حلال کے ساتھ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کی مادیت سے پاک ومنزہ ہے، اسکی ذات کسی جہت، سمت اور مقام کی محتاج نہیں ہے، بندہ جہاں کہیں ہو، اللہ تعالیٰ اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے وہ کسی سمت میں بھی سجدے کرلے اسکے سجدے اللہ ہی کی طرف ہونگے۔

**فا ینما تولو افثم وجه الله** (تم جدھر رخ کرو ادھر اللہ ہی کی ذات ہے)

لیکن جس طرح امت کے تمام افراد خدائے واحد کو ایک، یکتا اور یگانہ تسلیم کر کے، ایک وحدت کے رشتے میں مربوط ہیں اسی طرح ان کی عبادتوں کے لئے کوئی ایسا مقام بھی متعین ہونا ضروری تھا جو دنیا کے ہر گوشے میں رہنے والے مسلمانوں کو ایک مرکز کا تابع کردے اور وحدت فکر و اعتقاد کے ساتھ وحدت قبلہ بھی امت کے درمیان پائی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت دنیا میں مکمل نظم وضبط اور اجتماعیت کے ساتھ کی جائے۔

چونکہ اللہ تعالی کی ذات کسی ایک جہت اور مقام تک محدود نہیں ہوسکتی اور نہ انسانوں کے سامنے بے حجابانہ ظاہر ہوسکتی ہے، اس لئے اس نے اس زمین پر ایک مخصوص مقام کو اپنی تجلیات کا مرکز و مورد بنایا جغرافیائی اعتبار سے کرۂ ارض کے عین وسط میں یہ ایک نقطہ نور ہے۔ جس کا رشتہ عمودی شکل میں عرش الٰہی سے جاملتا ہے۔

مقام کے تعین کے لئے ایک ظاہری عمارت ضروری تھی، اسلئے اس مہبط انوار و تجلیات کے گرد سنگی اینٹوں کی ایک دیوار کھینچ دی گئی جو مقام ازل سے مرکز عبادت رہا ہے، معمار کعبہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو اس مقام کی نشاندہی کی گئی جو تاریخ کے گرد و غبار میں گم ہو چکا تھا۔

**وَاِذْبَوَّانَا لِاِبْرَاھِیمَ مَکَانَ الْبیتِ اَنْ لَّاتُشْرِکْ بِیْ شَیْئاً وَّطَھِّرْبَیْتِیَ لِلطَّآئِفِینَ وَالْقَائِمِینَ وَالرُّکَّعِ السُّجُودِ وَاَذِّنْ فِیْ النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاتُوْکَ رِجَالاً وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَاتِینَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ☆ لِیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ** ☆ (حج ۴)

وہ وقت یاد دلایئے جب ہم نے ابرہیمؑ کو بیت اللہ کی جگہ بتادی اور حکم دیا کہ مرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا۔ طواف کرنے والوں اور قیام، رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے۔

آیت کریمہ میں لفظ "منافع" حج کے ہمہ گیر فوائد کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس کی وسعت معنوی میں منفعت کی تمام جائز اور مشروع صورتیں شامل ہوسکتی ہیں حج کا اصل مقصد

اخروی ہے اور اس کے فوائد بھی آخرت ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن یہ اسلام کی جامعیت ہے کہ اس کے اعمال میں خالص دینی فوائد کے ساتھ ساتھ ، قومی، ملی اور تمدنی فوائد شامل ہوا کرتے ہیں، حج کا ایک اہم فائدہ اتحاد بین المسلمین اور اخوت اسلامی ہے، ان سطور میں دیگر فوائد و منافع سے قطع نظر اس فائدے کا ذکر مقصود ہے۔

اسلام ایک ملت واحدہ ہے، اس کے اعمال و عبادات میں اجتماعیت کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے، اسلام نے امت کے تمام افراد کو خواہ ان کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ کیوں نہ ہو اور وہ وطنی ولسانی اعتبار سے مختلف کیوں نہوں، ایک رشتہ وحدت میں مربوط رکھنا چاہتا ہے، اس کیلئے قدرت نے بڑے حکیمانہ طریقے اختیار کیئے ہیں۔

توحید و رسالت جو اسلام کا عقیدہ جامعہ ہے ، پوری امت مسلمہ کو ایک فکر اور ایک عقیدے سے منسلک کرتا ہے، پوری امت عبادات و احکام شرعیہ کی یکساں طور پر پابند بنائی گئی ہے۔

عالم ارضی کے کسی گوشے میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک جہاں کہیں مسلمان ہیں ان کی عبادتوں میں نوعیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے، کعبۃ اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنا کر ان پر لازم کیا گیا کہ وہ جہاں کہیں ہوں اپنے سجدوں کا رخ اسی ایک قبلہ کی طرف رکھیں۔ یہ اجتماعیت ، عقیدہ توحید و رسالت کو مان لینے اور احکام شریعت پر عمل کرنے کا منطقی نتیجہ ہے۔ اس کو فکری و معنوی اجتماعیت کہہ سکتے ہیں فکر و عمل اور ایمان و عقیدے کی معنوی وحدت کے ساتھ ضروری تھا کہ امت کو ایسے مواقع فراہم کئے جائیں جہاں ان کی اجتماعیت کو ظاہری شکل حاصل ہو سکے۔

چنانچہ دن رات کی پانچ نمازیں مساجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا دگیا ۔ ہفتہ میں ایک دن نماز جمعہ کیلئے مسجد میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ سال میں دو بار نماز عیدین کی ادائیگی کے لئے عید گاہ کو افضل قرار دیا گیا تا کہ اجتماع کثیر کا فائدہ حاصل ہو۔

لیکن اسلام عالمی اور آفاقی مذہب ہے، طبقاتی و ملکی حد بندیوں سے ماورا ہے۔ مذکورہ صورتیں دینی اخوت اور اجتماعیت کو علاقائی سطح تک ہی محدود رکھ سکتی تھیں۔ امت مسلمہ کو ایک ایسی عالمی اجتماعیت کی ضرورت تھی جس میں اتحاد و جمعیت ہر اعتبار سے ہم رنگ و ہم آہنگ ہو اور وحدت امت کا کوئی نکتہ اس سے متجاوز نہ ہو۔ یہ صورت صرف بیت اللہ کے حج میں ہی ممکن ہو سکتی تھی۔ چنانچہ امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ اپنے گھر کا حج فرض کر کے ان کی کثرت کو وحدت کے ایک ایسے رشتے میں مربوط کیا جس کی مثال دنیا کہ کسی مذہب میں نہیں ملتی حج کے منافع میں یہ منفعت امت کیلئے بڑی عظیم نعمت ہے، دنیا کے کونے کونے سے لوگ اللہ کے گھر کی طرف کشاں کشاں آتے ہیں اور مکہ معظمہ میں مجتمع ہو کر بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہیں۔

ان کا وطن مختلف ،ان کی زبان مختلف ، ان کا لباس مختلف ، ان کے قبیلے اور ان کے خاندان مختلف ، لیکن اس مرکز عبادت اور نقطہ اتصال پر پہنچ کر وہ اس طرح ایک وحدت بن جاتے ہیں کہ ان کا لباس ایک، ان کی عبادت ایک، وقت عبادت ایک ، مرکز عبادت ایک ، مقام ایک اور زبان پر سب کے ایک ہی کلمہ **لبیك اللھم لبیك لبیك لا شریك لكَ لبیك ان الحمد والنعمةَ لكَ والمُلكَ لاشریكَ لكَ**☆

مکہ معظّمہ میں ہر سال یہ عظیم اجتماع امّت مسلمہ کو عالمی سطح پر اتحادواخوت کا درس دیتاہے، مشیت الٰہی نے امّت مسلمہ کو یہ بہترین موقع فراہم کیاہے کہ اس آفاقی اجتماع سے وہ کام لیناچاہیں تواپنی بکھری ہوئی منتشر جمعیت کو عالمی سطح پر منظّم کر سکتے ہیں، پوری اسلامی دنیا کے علمی دینی اور تمدنی مسائل پر گفتگو کر کے مثبت اور مفید نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔

حج سے واپس آنے والے حجاج ،حج کے اس عظیم اجتماع میں اتحادو یگانگت کے روح پرور مناظر کو سامنے رکھ کر اس کو ایک نمونہ اور معیار بنا کر علاقائی سطح پر مسلمان بھائیوں کے درمیان وحدت کلمہ کے رشتے کو مضبوط و موثر بنا سکتے ہیں۔

کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ جب مسلم دنیا کے حکمراں اور عوام کی طرف سے ہونے والی یہ کوشش بارآور ہوگی تو مسلمان متحد ہو کر ایک قوت بنیں گے اور ان کی شوکت رفتہ واپس آئیگی۔

فریضہ حج ،وحدت امتّ کا مظہر ہی نہیں اسکا داعی بھی ہے ،امتّ میں اتحاد و اخوت کی ضرورت ،اسلام کا منشور ہے۔ **اِنَّما اْ لموُمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ** ☆(حجرات ع۱) کے حکم ربانی پر عمل اسی وقت مکمل ہوگا جب مسلمان ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ سطح تک ہر اعتبار سے اتحاد واتفاق کی فضا اپنے اندر پیدا کریں۔

حرمین شریفین اسلام کا مرکز اور اس کا قلب ہے۔ اسلام وہیں سے پھیلا اور قرب قیامت میں وہیں محفوظ ہوگا اسی خطہ پاک میں رسالت پناہ ﷺ وارواحنافداہ نے صحابہ کرام کے درمیان جوانصار ومہاجرین کی جماعت پر مشتمل تھے ،بھائی چارہ کرایا جس کو ارباب سیر مواخاۃ کہتے ہیں۔ انصار ومہاجرین کے درمیان مواخاۃ اسی اخوت دینی اور اتحاد بین المسلمین کا عملی مظاہرہ تھا جو امت کیلئے ہمیشہ مشعل راہ رہے گا۔ حج بیت اللہ آج بھی امت کو آفاقی سطح پر مواخاۃ کی دعوت دیتاہے۔

مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کسی گوشے کا مسلمان ہو اس کی شناخت اور اس کا تشخص کسی بھی سمت اور جہت سے نہیں ہے وہ پہچانا جاتا ہے تو ذات وحدہ لاشریک اور محمد عربی ﷺ کے حوالے سے ؎

درویش خدا مست شرقی ہے نہ غربی گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

# پھلواری میں عہد غالب کی اردو نثر

مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری

غالب انسٹی ٹیوٹ دھلی کے زیر اھتمام ریسرچ اسکالرز غالب سیمینار "غالب اور انکے عہد کی نثر" کے موضوع پر ۱۵ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو ایوان غالب میں منعقد کیا گیا جس میں بحیثیت ریسرچ اسکالر پٹنہ یونیورسیٹی کی طرف سے مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی کو مدعو کیا گیا۔ آپ نے "پھلواری میں عہد غالب کی اردو نثر" کے موضوع پر گرانقدر تحقیق مقالہ پیش کیا "لوح و قلم" کے پہلے شمارہ میں شامل کیا جا رہا ہے جو قارئین کی نظر ہے۔ (مدیر)

پھلواری شریف صوبہ بہار کا مشہور و معروف قصبہ ہے۔ یہاں شعر و ادب اور فقہ و تصوف کی جامع شخصیتیں پیدا ہوتی رہی ہیں. جسکی تاریخ چار صدیوں پر محیط ہے۔ یہاں کی خاک سے صدہا پیران طریقت عالمان شریعت دینیات کے ماہر فقہ و حدیث کے عالم محکمہ قضا کے عہدہ دار علم وادب کے علمبردار شعر و سخن کے قدردان اُٹھے۔ یہاں کے مشہور صوفی و عالم حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ پیر مجیب اللہ قادری قدس سرہ کی شخصیت اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ پھلواری شریف کی محفوظ علمی وادبی تاریخ میں اردو وفارسی ادب کے آغاز کا آپ ہی کے عہد سے پتہ چلتا ہے آپکی ولادت ۱۶۷۵ء میں ہوئی۔ آپ کے ریختہ کے کچھ اشعار ملتے ہیں، آپ صوبہ بہار کے پہلے ریختہ گو شاعر گزرے ہیں آپ سے قبل بہار میں ریختہ گو شاعر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ آپ کے بعد ریختہ گو شعرا میں آپ کے خلیفہ و داماد شاہ غلام نقشبند سجاد پھلواروی متوفی ۱۷۵۸ء ہیں، جو اچھے ریختہ گو شاعر تھے۔

یہ نشست چونکہ عہد غالب کی اردو نثر سے متعلق ہے اسلئے پھلواری شریف میں اس عہد کی نثر نگاری کے کچھ نمونے پیش کرنے مقصود ہیں ۔ پھلواری شریف میں اردو نثر کی ابتداء اٹھارویں صدی کی تیسری یا چوتھی دہائیوں سے ہوتی ہے۔

(۱) شاہ ظہور الحق عمادی پھلواروی۔ پھلواری شریف کے مشہور صوفی خانوادہ کے گل

سر سید اور علم و فضل میں شہرۂ آفاق تھے آپکی ولادت ۱۷۷۱ء کو اپنے وطن میں ہوئی۔
ملا وحید الحق ابدال، سید العلماء مولانا احمدی اور ملا جمال الدین سے علوم دینیہ کی تحصیل کی حدیث کی سند مکاتبت کے ذریعہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے حاصل کی۔ ۱۷۸۶ء میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اپنے والد کے انتقال کے بعد ۱۷۹۷ء میں خانقاہ عمادیہ قلندریہ کے سجادہ پر جلوس فرمایا آپ نے علم تصوف و معرفت میں عربی و فارسی میں متعدد کتابیں لکھی ہیں اردو زبان میں بھی ان کے کئی رسالے یادگار ہیں۔

"رسالہ کسب النبی" یہ رسالہ ایک انقلابی دستاویز ہے، مسلم معاشرہ ہندو معاشرہ کے اثر سے اسلامی اخوت و مساوات کے بنیادی نظریات بھول چکا تھا۔

شاہ صاحب نے یہ رسالہ لکھ کر اس بھولے ہوئے سبق کو یاد دلایا اور بتایا کہ مسلمان صنعت کاروں اور پیشہ ور طبقوں کو نظر حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ کتاب درج ذیل عبارت سے شروع ہوتی ہے۔

> "امابعد عاصی ظہور الحق عظیم آبادی عفااللہ عنہ نے جو حرفت کے مسئلوں کو اپنے والد ماجد اور اکثر علمائے سفر دیدہ اور عرب و عجم کے گردیدہ اور مکے اور مدینے کے علمائے کبار کی صحبت دیدہ سے تحقیق کیا اور اس کے جواب میں کچھ ارشاد ہوا عوام و خواص کے نفع کے لئے بعینہ اس تقریر کو اردو زبان میں لکھ دیا یاالٰہی قبول کر "صفحہ ۱۷

رسالہ کسب النبی کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

> "اب دین میں جو خرابی پڑی اکثر حرفت کے چھوڑنے ہی سے پڑی، کیونکہ جب حرفت اور کسب کو لوگ معیوب سمجھنے لگے ہیں تب کوئی ملا بنا، لوگوں کو علم نہیں سکھا کر پیسہ کھانے لگا اور کوئی مال سمیٹنے کی نیت سے واعظ بنا اور کوئی قاضی و مفتی فرنگی کا بن کر خلاف قرآن و حدیث کے آئین انگریزی پر فتویٰ دینے لگا اور کسی نے سود اور رشوت کا دروازہ کھولا اور کسی نے چوری اور دغابازی پر کمر باندھی۔ الغرض حرفت اور ہنر کو چھوڑ کر بہترے اپنا دین برباد کئے اور دنیا آباد کر کے شاد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان باتوں سے بچاوے اور نبیوں کی چال چلاوے" صفحہ ۱۸

زبان وبیان سادہ اور سلیس ہے مافی الضمیر کو نہایت سیدھے سادے الفاظ میں ادا کر دیا ہے۔ مذکورہ جملوں میں فرنگی سے نفرت کا اظہار بھی کرتے ہیں اسمیں نصاریٰ کا ترجمہ فرنگی کیا ہے۔ شاہ صاحب نے کسب النبی میں مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ (متوفی ۱۳۸۰ء) کا مندرجہ ذیل دوہا بھی نقل کیا ہے۔؎

شر فا گور ڈراونی اور بیچ اندھیری رات

وہاں نہ کوئی پوچھے کہ کون تمہاری ذات

کسب النبی کا خطی نسخہ کتب خانہ مجیبیہ بدریہ میں موجود ہے اسکے علاوہ کتب خانہ خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ میں تین اور اردو رسالے خطی صورت میں محفوظ ہیں۔

(۱) رسالہ نماز (۲) رسالہ فضائل رمضان (۳) رسالہ فیض عام کبیر۔

رسالہ فیض عام کبیر : فیض عام کبیر ۱۲۲۸ھ مطابق ۱۸۱۳ء کی تصنیف ہے۔ کتب خانہ عمادیہ میں اس کے دو نسخے ہیں ایک نسخہ خود مصنف کے قلم سے ہے۔ جس پر مصنف کا دستخط بھی ہے۔ دوسرا نسخہ اسکی نقل ہے جو ۱۲۳۸ھ مطابق ۱۸۲۱ء کا ہے اور ناقل کا نام نہیں ہے۔ مصنف نے اپنے نسخہ میں جو اہتمام کیا ہے اور حاشیہ پر جو وضاحتیں درج ہیں وہ نقل میں نہیں ہیں۔ خدا بخش لائبریری میں بھی اس کے دو نسخے ملتے ہیں۔ کتاب کا موضوع سیر ہے مختلف تذکروں میں اس کا ذکر آیا ہے۔

آغاز کتاب کی عبارتیں ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ حضرت ظہور نے خدا کی حقیقت اور اسکی تشبیہوں کو کس خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے ان کا قلم کتنا رواں اور زبان کتنی سلیس ہے ملاحظہ ہو۔

> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (پہل کروں میں نام سے اسی خدا کے کہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔) سراہنا سچ اوسی کو ہے جس کا نام اللہ ہے۔ وہی لائق پوجنے کے ہے۔ ساجھی اوس کا کوئی نہیں ہو سکے۔ اوسی نے سب کچھ بنایا اور کسی نے اوس کو نہیں بنایا وہی تو آپ رب ہے۔ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ تک رہے گا۔ ایسا کبھیو نہ تھا کہ وہ نہ ہو اور کبھیو نہ ایسا ہوگا کہ وہ نہ رہے جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ویسا ہی ہمیشہ رہیگا۔ ہر چیز کو جیسی ہی ہے ویسی ہی جانتا ہے ہمیشہ سے اور ویسی ہی جانتا رہیگا ہمیشہ تک۔ جو چاہے سو کرنے۔ چاہے تو یک پل میں سب میں سب ہی کچھ بنا دے۔ اور چاہے ایک ہی دم میں سب کو ہی مٹا دے۔ بنادے بھی اور بنوادے بھی۔ دیکھے بھی اور دکھلادے بھی۔ سنے بھی اور سنوادے بھی۔ بولے بھی اور بلوادے بھی۔ صفحہ ۱۰۔۱۱

باب اول میں چار فصل قائم کی ہے۔ پہلی فصل حضور ﷺ کا شکم مادر میں پرورش پانا پھر منصۂ شہود پر جلوہ فرمانا۔ جبرئیلؑ اور دوسرے فرشتوں کی آمد کا سلسلہ حضرت بی بی خدیجہؓ سے نکاح وغیرہ کی باتیں ہیں۔ دوسری فصل بعثت رسولؐ سے شروع ہو کر ہجرت کے واقعات پر تمام ہوتی ہے۔ تیسری فصل میں ہجرت کے بعد حضور ﷺ کا قبا میں قیام۔ مختلف جنگوں کا حال، ازواج مطہرات کی تفصیلات اور دنیا سے پردہ فرمانے کا ذکر ہے۔ چوتھی فصل میں حضور اکرم ﷺ کے انھیں تمام حالات کو جسے آگے بیان کر چکے ہیں مجملاً دہرا دیا ہے۔ باب اول صفحہ د سے ۱ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۱۲ پر ختم ہوتا ہے۔ اس باب میں حضرت شاہ ظہور الحق عمادی نے جابجا طبع زاد اشعار بھی رقم کئیے ہیں۔ جس سے حسن بیان میں دلکشی پیدا ہو گئی ہے۔ جنگ احد کے تذکرے میں دو شعر لکھ کر لطف دوبالا کر دیا ہے۔ پہلا شعر اس واقعہ کے بیان پر لکھا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوتا ہے اور بہتے ہوئے خون کو اپنی چادر میں جذب کرتے ہوئے دشمنوں کیلیئے دعائیں کرتے ہیں۔ دیکھئے اس موقع پر حضرت نے کتنا پُر اثر شعر کہا ہے۔ ؎

جو لب کہ سنگ زنوں کو خدا سے بخشائے
درود بھیجنے والوں کو کیا نہ دلوائے

تیسری فصل میں ائمہ مفسرین اور صوفیائے کرام کے نام، ان کی پیدائش اور وصال کا سن بتایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ائمہ مفسرین اور صوفیائے کرام کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ دین اسلام کو ہمیشہ قائم رہنا ہے۔ اس فصل کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد تیس سال تک خلافت رہی پھر قریب سات برس تک سیاست عامہ رہی پھر پانچ سو برس تک مختلف بادشاہوں کی الگ الگ حکومتیں رہیں جن میں اچھی بھی تھیں اور بری بھی اور چالیس پچاس برس سے ہمارے دیس ہندوستان پر عمل انگریز ہے۔ وہ لکھتے ہیں جیسی گمراہی رہی ویسے ہی ہدایت دینے والے افراد رہے ورنہ دین باقی نہ رہتا۔

کتاب کا صفحہ اوّل اور صفحہ آخر دونوں توجہ طلب ہے۔ صفحہ اولیٰ پر کتاب کا نام "فیض عام" لکھا ہے اور صفحہ آخر پر "فیض عام کبیر" لکھا ہے تتمہ کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

"یاعالم الغیب والشہادت تو ہی گواہ ہے وَکَفیٰ بااللہ شہیداً کہ بندہ نے تیرے ظہور الحق اس کتاب فیض عام کبیر میں تیری صفات تنزیہی وتشبیہی اور تیری آفرینش کی حقیقت اور احوال ازل سے ابد تک تا مقدور نصوص آیات محکمات واحادیث صحیحہ بینات سے لکھا ہے تا مردم گمراہ نہ ہو اور تو ہی والی ہمارا بھی اور اوروں کا بھی دارین میں۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنا اٰتِناَ فِی الدُّنْیاَ حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِناَ عَذَابَ النَّار☆ درروز چہار شنبہ تاریخ ہفتم شہر ذی الحجہ ۱۲۲۸ھ یک ہزارو دوصدوبست وہشت اتفاق تالیف ایں کتاب شد"

ایک سو ایک ورق کی اس کتاب میں حضرت شاہ ظہور نے اتنی باتوں کا احاطہ کیا ہے کہ اسے صرف سیر کہنا درست نہیں ہوگا بلکہ اسے مکمل تاریخ کہیں تو غلط نہیں ہے۔

**(۲) حضرت مولانا شاہ محی الدین بن مولانا شاہ محمد علی پھلواروی رحمتہ اللہ علیہما:**
آپکی ولادت ۱۷۹۹ء میں ہوئی۔ علوم ظاہری وباطنی بیعت واجازت خلافت کل اپنے والد سے تھی ایک مدت تک وطن ہی میں قیام رہا پھر زندگی کی ضروریات اور کفاف عیال کیلئے فکر معیشت نے مجبور کیا آخر ترک وطن کر کے حیدرآباد پہونچے وہاں کے اہل علم اوربارسوخ حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں اوران لوگوں نے آپکے جوہر ذاتی کی قدر کی وہاں رہ کر علمی خدمت کا موقع ملا وہاں کتنی کتابیں تصنیف کیں اور کیا کیا مشغلۂ زندگی رہا اسکی تفصیل بتانا مشکل ہے۔ اردو نثر میں دو کتابوں کا پتہ چلتا ہے مصنف آثارات پھلواری حکیم نیر پھلواروی لکھتے ہیں کہ جناب سید عبدالرحیم صاحب عظیم آبادی مقیم حیدرآباد سپرنٹنڈنٹ عدالت عالیہ حیدرآباد نے میرے پاس ایک خط لکھا اس میں کچھ اقتباس دیئے ہیں، اس اقتباس سے مولانا محی الدین کی دو تصنیفوں کا پتہ لگا اور ایک ہلکی سی روشنی ان کی حیدرآبادی زندگی پر بھی پڑی اور اس حوالہ سے یہ معلوم ہوا کہ موصوف کو حیدرآباد میں مدد معاش میں کچھ وظیفہ دربار نظام شاہی سے مقرر کیا گیا تھا۔

دو کتابوں میں ایک شرف الصحابہ ہے یہ صواعق محرقہ مصنفہ علامہ ابن حجر مکیؒ کا اردو ترجمہ ہے اس دیباچے سے مصنف کی حالت پر تھوڑی روشنی پڑتی ہے دیباچے کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"ہر گاہ کتاب مذکورہ زبان عربی میں تصنیف ہوئی تھی اور اس کا فائدہ مخصوص تھا۔

۱۵۸۶ء میں مولانا کمال الدین بن فخر الدین بیچ زمانہ ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ بادشاہ دکن بفرمائش وزیر بادشاہ مذکور دلاور خان عادل شاہی کی کتاب صواعق محرقہ کو زبان فارسی میں ترجمہ کئے اور اس کا نام براہین قاطعہ در ترجمہ صواعق محرقہ رکھے"

مولانا محی الدین رحمہ اللہ اپنے وطن مالوف سے حیدر آباد منتقل ہونے کے سلسلے میں اسی یباچے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"الحال یہ گنہگار غریب الدیار سید محمد محی الدین قادری ولد مولانا سید محمد علی ابو لبرکات قادری بن سید شاہ شمس الدین ابو الفرح قادری الجعفری نسباً پھلواری البہاری وطناً چند مدت ہوئی کہ اپنے وطن مالوف سے جو مولود منشاء اس عاجز کا قصبہ ناجیہ حضرت پھلواری متعلقہ عظیم آباد من مضافات صوبۂ بہار ہے آوارہ و پریشان ہو کر بطریق سیاحت وارد اس شہر حیدر آباد کے ہوا اور اکثر صاحبان متوطن اس بلدہ کے نیاز حاصل ہوا"

آخر بمدد طالع بوساطت اشفاق فرمائے غریباں و کرم فرمائے بیکساں مولوی حکیم سید محمد صاحب مشہور سید صاحب کے حضور پُر نور امارت و ایالت فرزند ارجمند نظام الملک آصف جاہ میر فرخندہ علی خان بہادر فتح جنگ نواب ناصر الدولہ بہادر مد اللہ عمرہ اس ملک دکن کے قدر معاش اس عاجز کا مقرر ہوا۔

مصنف شرف الصحابہ سبب تالیف اس انداز سے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"صورت اقامت اس گنہگار کی بقعہ میں ہوئی چاہا کہ کتاب "براہین قاطعہ" در ترجمہ صواعق محرقہ جو فارسی زبان سے ہے۔ اور تفہیم عبارت فارسی کی مختصر ہے واسطے فارسی دانوں کے اور فائدہ اس کا جہال و بے علم کے جو محروم ہیں فارسیت سے مرتب نہیں ہے اور بھی اس زمانہ میں اکثر خلقت کہ اپنے کو اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں اور حقیقت میں مذہب سے اپنے واقف نہیں ہیں اس واسطے ۱۸۴۰ء کے ماہ فروری میں اس کو زبان اردو سے ارادہ لکھنے کا کیا"

مولانا سید محی الدین قادری کی دوسری تصنیف "قصہ حضرت تمیم انصاری" اردو نثر میں ہے جس کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔

"(پچ ۱۸۳۹ء میں چاہا کہ قصہ تمیم انصاری رضی اللہ عنہ صحابی جناب رسول اللہ ﷺ کی جو عبارت نظم و نثر کی زبان سے ہے اس کو اپنی زبان یعنی عبارت نثر اردو بیان کروں کہ مشفقی عبدالقادر انصاری نے بھی کیا ہے۔"

عمدۃالمجالس مراثی میں ہے، عشرہ محرم میں مرثیہ وذکر شہادت کی مجالس میں پڑھی جاتی رہی ہے اسی مناسبت سے دہ ۱۰ مجلس سے بھی مشہور ہے جبکہ اس میں بارہ۱۲ مجلسیں ہیں۔دسویں مجلس میں واقعہ شہادت تمام ہوتے ہیں پچھلی نصف صدی قبل اسکی طباعت ہوئی۔

عمدۃالمجالس کے مصنف قاضی مخدوم عالم ہیں آپکی ولادت ۱۸۰۱ء پھلواری شریف میں ہوئی آپ کا سلسلہ نسب مخدوم منہاج الدین راستی پھلواروی خلیفہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاریؒ تک پہنچتا ہے۔

قاضی صاحب اردو کے قادرالکلام شاعر تھے۔انہوں نے اردو میں قصیدے نظمیں اور مراثی بہت لکھے ہیں عمدۃالمجالس کی عبارت گرچہ مقفیٰ و مسجع ہے لیکن آسان اور رواں بھی ہے عمدۃالمجالس کا آغاز ولادت وصال نبوی ﷺ کے ذکر سے کیا گیا ہے پھر اہل بیت کے فضائل بیان کئے گئے ہیں اس کے بعد واقعہ کربلا کا پس منظر اور واقعہ شہادت کی تفصیل موثر انداز میں رقم کی گئی ہے۔حالات وواقعات کے درمیان اردو کے اشعار،نظمیں اور قطعات وبند ہیں۔جن سے عبارت میں اثر آفرینی ہو گئی ہے قیاس ہے کہ بیشتر اشعار مئولف ہی کے ہیں۔واقعہ کربلا سے متعلق محتشم کاشی کے فارسی بند بھی نقل ہوئے ہیں۔

وصال نبوی پر مئولف کی تحریر کے انداز واسلوب دیکھئے۔

"اصحاب اس بیان سے بیتاب ہو گئے رسول خدا نے لب جانفزا سے دل درد منداں کی دوا بایمائے صبر و رضا فرما کر رخصت کیا کہتے ہیں کہ شدت کی گرمی بدن مبارک پر کوئی ہاتھ نہیں رکھ سکتا تھا ایسے وقت نازک میں مکان کے اندر اہل بیت کی بیقراری باہر اصحاب کی گریہ وزاری سن کر پیغمبر مختار ﷺ نے سبب شوروشغب کا استفسار کیا جگرپارہ خیر الوریٰ فاطمہ زہرا نے کہا کہ اصحاب مشتاق کو آپ کا فراق نہایت شاق ہے زہے عنایت و شفقت جناب نبی الرحمہ ﷺ کہ اسی حالت مرض ونقاہت میں امیر المومنین علی مرتضیٰ اور فضل بن عباس

کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ قدم قدم پر نقش پا کو گلزار ارم کرتے ہوئے مسجد نبوی تک تشریف لائے اصحاب بیتاب گیسوئے مشکبوں کی نسیم عنبر تمیم سے ہوش میں آئے"۔

پھر جلال سراپا ملال کو ارشاد ہوا کہ کوچہ وبازار میں اشتہار کریں آخری وصیت پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ہے سب مسلمان حاضر ہو کر سنیں اور مسافر ملک بقا کو دار فنا سے رخصت کریں یہ خبر سنتے ہی بازاریوں نے دوکان خدا پر چھوڑ دی سراسیمہ واشکبار مسجد کی راہ لی جب سب حاضر ہوئے رسول خدا ﷺ نے ارشاد کیا کہ دنیا میں کوئی ہمیشہ نہ رہا میرا ایہی دیدار خداوند کردگار سے قریب پہونچا بضرورت تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں خدا کو سونپتا ہوں۔ وهو الله خليفتي في امتي من بعدی

اس بیان پُرازلم پر ایک حشر برپا ہوا۔ حضرت ﷺ نے زبان معجز بیان سے سبھوں کو تسلی دیکر فرمایا کہ اے حاضران مجلس افعال حسنہ سے معمور اور اوصاف ذمیمہ سے دور رہنا اور میرے وہ مشتاقان آرزومند کہ جمال بجمال سے ہمارے مشرف نہ ہوئے اور میرے نام پر جان و مال فدا کرتے ہیں۔ اونکو واسطہ بواسطہ میرا ابھی اشتیاق کہنا، میری وہ امتان سعادتمند کہ شرف صحبت میں ہمارے در نہ آئیں، غائبانہ ہم سے ایمان لائی ہوں اونکو بھی وسیلہ بوسیلہ میرا سلام پہونچاتے رہنا صفحہ ۱۴۔ ۱۵

فضیلت اہل بیت کے سلسلے میں صاحب عمدۃ المجالس رقمطراز ہیں۔

روایت ہے کہ ایک روز امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آپس میں کشتی کر رہے تھے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ اے حسین پکڑ لو حسن کو، سیدۃ النساء فاطمہ زہراء نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ چھوٹے کی طرفداری کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل حسن کی مددگاری کرتے ہیں، پس حسین کی تنہائی مجھے پسند نہ آئی یہ شفقت اور یہ عنایت رسولؐ مقبول کے دونوں فرزندوں کے حال پر برابر دیکھ کر حضرت خاتون قیامت نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو ہزاروں نعمتیں عنایت کی ہیں۔ ان میں سے ان دونوں فرزندوں کو آپ کیا کیا عنایت فرمائے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے نزدیک دو چیزیں سب نعمتوں سے زیادہ تر عزیز ہیں، اول سخاوت وہ میں نے حسن کو عطا کی، دوم شجاعت اسے حسین کو دی (اقتباس ختم ہوا)

واقعہ شہادت سے قبل عمر بن سعد اور اس کے ساتھیوں سے افہام و تفہیم کی گفتگو صاحب عمدۃ المجالس کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے ،زبان کی سلاست پیرائیہ بیان کی اثر آفرینی دیکھی جاسکتی ہے۔

امام ذوی الاحترام نے حجت بالغہ امامت کو اپنے ان ناحق شناسوں پر تمام کرکے فرمایا۔ تم سب مسلمان کہلاتے ہو ، قرآن شریف بھی تلاوت کرتے ہو کہ کَانَ اَبُوْھُماَ صَالِحاً کے قصہ سے کچھ خبر رکھتے ہو کہ ان دونوں یتیموں سے اس مرد صالح خدا کے دوست تک کتنے واسطے گزرے تھے۔ عمر نے کہا پندرہ یا سولہ واسطے۔ امام نے فرمایا فِیْماَ بَیْنَ تمہارے پیغمبر کے اور ہمارے کئی واسطے گزرے۔ عمر نے یہ سخن سنکر حق پوشی کا سر گریبان خاموشی میں ڈالا دامن شوقِ حکومت باہر نہ نکالا تب امام والا مقام نے بنظر امتحان کفر وایمان اون کے ارشاد کیا کہ اس جم غفیر فوج کثیر میں کوئی ایسا ہے کہ ہمکو بے وطن بے گناہ یادگار رسول اللہ سمجھ کر میری پاسداری کرے پردہ نشینان خاندان نبوت ہمارے ہمراہ ہیں انکی حفاظت و مددگاری کرے۔امتوں کی حق میں احسان رسول آخر الزماں یاد دلائے۔ انکی اولاد والا نزاد پر خنجر بیدادنہ آزمائے مہمان سے آب ودانہ کو خونریزی ناحق سے پناہ دے مسافران سے خانماں کو وطن جانیکی راہ دے امام کے اس بیان سے زمین کانپ اٹھیں ، عرش ہل گیا مگر اون سنگدلوں نے کچھ ترس نکھایا کسی نے حمایت امام پر ذرا سر نہ ہلایا۔ اقتباس ختم ہوا۔ صفحہ ۸۳۔

اس عہد کے جو نثری نمونے سطور بالا میں پیش ہوئے ، وہ غالب کی نثر سے مماثلت رکھتے ہیں۔ انتخاب الفاظ ،تراکیب وبندش اور جملوں کی ساخت کا تقریباً وہی انداز ہے ،جو غالب کے یہاں موجود ہے۔ نثر نویسی کا یہ انداز عہد غالب کی عکاسی کرتا ہے ، بلکہ ایک عرصہ بعد تک اردو نثر اسی طرز پر لکھی جاتی رہی ہے۔

# تخمیس بر نعت قدسیؒ

ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری

فرقِ اقدس پہ نبوت کا ہے تاجِ ازلی آپ کے بعد نہ آئے گا کوئی اور نبی
یہ شرف آپ کا یہ مرتبہ اللہ غنی مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

لائے تشریف زمانے میں، مرے شاہِ امم نور سے ان کے منور ہوا سارا عالم
حسنِ یوسف نے بھی پایا نہ وہ انوار کرم من بیدل، بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

تلخیٔ غم ہی میں گزری ہے ہماری اوقات گوشۂ چشم ادھر ہو تو ملے راہ نجات
کشتِ بے آب پہ بن جائے گھٹا آپ کی ذات ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ زحد می گذرد تشنہ لبی

خاک کو صاحبِ انوار سے نسبت ہے کیا وصفِ محبوب بیاں کرتا ہے قرآں میں خدا
مرتبہ آپ کا ہے آدم و عیسیٰ سے سوا نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

خاکِ یثرب کے تقدس میں نہیں کوئی کلام ہے وہی خلد جہاں آپ ہوئے محوِ خرام
سرزمیں نقشِ کفِ پا سے بنی ماہِ تمام نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

شافعِ روزِ جزا رحمتِ عالم ہیں حضور بن گیا وحیِ منزل ہی جہاں کا دستور
کیوں نہ ہو آپ کی ہر بات خدا کو منظور ذاتِ پاک تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قرآن بہ زبانِ عربی

نور سے ان کے مزین ہیں زمین و افلاک شان میں جن کی ہے شاہد یہ حدیث لولاک
رتبہ عالی کا ہوتا ہے اسی سے ادراک شب معراج عروج تو گذشت از افلاک
بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

حیف کیوں راہ طلب میں نہیں بڑھتے ہیں قدم مدد اے خضر کرامت کہ عجب ہے عالم
کوچۂ یار میں مدت سے پڑا ہوں بیدم نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم
زاں کہ نسبت بسگے کوئے تو شد بے ادبی

مرکز قلب و نظر ہے حرم پاک نبی ناز قسمت پہ کروں گر ہو وہاں سے طلبی
ہاں رہے ورد زباں صبح یہ شعر قدسی سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
زاں سبب آمدہ قدسی پئے درماں طلبی

# نعت شریف

مہر درخشاں امیمہ

پھلواری شریف

وہ شفیع الوریٰ شافع عاصیاں جسکے در کے بھکاری ہیں سب انس و جاں
سب سے افضل ہیں وہ سب سے برتر ہیں وہ نام لیوا انہی کا ہے سارا جہاں
اک نگاہ کرم ہو ہماری طرف تیری رحمت کے طالب ہیں ہم یکساں
دوسروں کیلئے دکھ اٹھایا سدا ہیں وہ سب کیلئے رحمت بیکراں
میری نیا پھنسی بیچ منجدھار میں ناخدا تم سا کوئی نہیں مہرباں
تیری رحمت کی طالب امیمہ بھی ہے اپنے سائے میں لے لو رسولؐ زماں

# کوائف وحالات

ادارہ

دارالعلوم مجیبیہ : دارالعلوم میں حسب معمول ۱۳/ شوال المکرّم سے تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

مقامی وبیرونی طلبہ کا داخلہ جاری ہے، داخلہ کی آخری تاریخ ۳۰ شوال المکرّم تک ہے۔

اب تک دارالعلوم کے تمام شعبہ جات تعلیم (فارسی، عربی، حفظ و تجوید وغیرہ) مقامی وبیرونی طلبہ سے پُر ہو چکے ہیں، جس میں بیرونی طلبہ کی تعداد زیادہ ہے۔ تمام بیرونی طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام حسب معمول قدیم دارالعلوم ھذا کی طرف سے ہو رہا ہے۔

انجمن مصباح الطالبین کی نئی تشکیل : سابقہ روایت کے مطابق تعطیل کلاں کے بعد دارالعلوم مجیبیہ میں طلبہ کی مشق واصلاح کیلئے قائم شدہ انجمن (مصباح الطالبین) کی تشکیل جدید کے سلسلہ میں طلبہ کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جسکی صدارت حضرت مولانا سید شاہ ھلال احمد قادری مدظلہ العالی نے کی۔

جلسہ کے آغاز میں متعلم عزیزم حسین بہجت سلمہ نے تلاوت کلام پاک کیا۔ انکی تلاوت کے بعد متعلم عزیزم محمد یاسر عرفات سلمہ نے اپنی خوش گلو آواز سے بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا، پھر عزیزی فصیح الدین عاصم سلمہ، تابش احمد اور محمد شہنواز عالم نے بھی حاضرین کو تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت سنائی، پھر متعلم عزیزی محمد سلمان انور نے نعت شریف سنائی، اسکے بعد حضرت الحاج مولانا محمد جمال الحق صاحب امانی شیخ الحدیث دارالعلوم ہذا نے طلبہ کو حوصلہ دیتے ہوئے ناصحانہ انداز میں تقریر فرمائی۔ مولانا موصوف نے دوران تقریر فرمایا کہ ''انسان کا دماغ ایک تجوری کے مانند ہے اگر تجوری کے کسی خانہ میں تھوڑی سی رقم رکھی ہوئی ہو تو ضرورت کے وقت بہت دقت ہوگی کافی تلاش و جستجو کے بعد وہ رقم مل سکتی ہے۔ اور اگر تجوری کا ہر خانہ رقم سے بھرا ہوا ہو تو اندھیری رات میں بھی نکالی جاسکتی ہے اور کوئی پریشانی نہ ہو گی۔ اسی طرح انسان جب تھوڑا تھوڑا مضمون یاد کر کے دماغ کے خانوں کو بھرنے لگتا ہے تو ابتداءً مضمون نکالنے میں دقت محسوس ہو سکتی ہے، لیکن جب کافی مقدار میں مضامین دماغ کے خانوں میں بھرے ہوں تو پھر معمولی سی توجہ سے مضامین نکلتے جائیں گے۔ کوئی دشواری نہ ہوگی لیکن مضامین صرف انجمن میں بیان کرنے کیلئے یاد نہ کئے جائیں بلکہ اسطرح یاد کئے جائیں کہ مدتوں ذہن کے اندر محفوظ رہے'' اور آخر میں صدر اجلاس حضرت مولانا سید شاہ ھلال احمد قادری دامت برکاتہٗ نے خطبۂ صدارت پیش فرمایا۔ صدر موصوف نے دوران خطبہ فرمایا کہ طلبہ کو اپنا زیادہ تر وقت علمی وادبی ماحول میں صرف کرنا چاہئے اور ایسا کام ہرگز نہ کرنا چاہئے جو اسلامی وقار کے خلاف ہو، کیونکہ قوم کو آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں اور فرمایا کہ طلبہ کو بازاری ماحول سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس

سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث پیش کی اور فرمایا " احب البلاد الی الله مساجد ها وابغض البلاد الی الله اسواقها " یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی آبادیوں میں سب سے بہترین جگہیں مساجد ہیں اور سب سے بدترین جگہیں بازار ہیں، اور پروگرام کا اختتام صدر مجلس کی دُعا پر ہوا، بعدہ انجمن کے صدر و سکریٹری کا انتخاب ہوا۔ انتخاب میں انجمن کے صدر حضرت الحاج مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ، نائب صدر و قاری محمد رمضان علی نعمانی مجیبی، سکریٹری حافظ محمد کمال الحق متعلم درجہ عربی خامسہ اور نائب سکریٹری محمد تبریز عالم درجہ عربی ثانیہ منتخب ہوئے۔

**معمولات خانقاہ بماہ محرم الحرام** : حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ پیر مجیب اللہ قادری قدس سرہ کے عہد مبارک سے عاشورہ کے دن امام حسین علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قل ہوتا آرہا ہے۔ ۱۰/ محرم الحرام یوم عاشورہ نصف النہار کے وقت قل ہوتا ہے اور قل کے بعد فضائل امام ہمام و مختصر ذکر شہادت ہوتا ہے اور اسمائے شہدائے کربلا پڑھے جاتے ہیں اس کے بعد فاتحہ وایصال ثواب پر محفل اختتام پذیر ہوتی ہے۔

عرس ۲۴/ محرم الحرام : اس تاریخ کو حضرت کرسی نشین ولایت فردالاولیاء مولانا شاہ ابوالحسن فرد قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے، ۲۴/ کی شب میں اور ۲۴/ کے دن میں قل و محفل سماع کا اہتمام ہوتا ہے۔

## عازمین حج بیت اللہ :

اِن نِلْتَ یاَ رِیحَ الصَّبَایَوْمًااِلیٰ اَرْضِ الْحَرَمْ     بَلِّغْ سَلَامِی رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَم

الحمدللہ ہر سال اپنے حلقہ کے لوگ حج بیت اللہ سے مشرف ہوتے ہیں، لیکن اس سال ایسا موقع آیا ہے، جو خاص حلقہ والوں کے لئے بڑی خوش نصیبی کا باعث ہے۔ خانوادہ مجیبیہ کے گل سر سبد حضرت ڈاکٹر سید شاہ سعد اللہ قادری مدظلہ العالی بذات خود حج بیت اللہ وزیارت روضہ رسول کریم ﷺ کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، اور اساتذہ دارالعلوم مجیبیہ حضرت مولانا الحاج محمد جمال الحق صاحب امانی شیخ الحدیث دارالعلوم مجیبیہ اور مولانا محمد احسان الحق صاحب مدرس دارالعلوم ھذا تشریف لے جارہے ہیں۔

دھنباد کے مہودہ بستی سے ۱۳/ افراد برادران طریقت عازم سفر حج بیت اللہ ہیں۔

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعا گو سلام بر خواں<br>
بگرد شاہِ مدینہ گردو بصد تضرع پیام بر خواں

Vol. No. : 1

Sl.No. 1

QUATERLY

# Lauh-O-Qalam

Jan, Feb, Mar - 2002

DARUL ULOOM MOJIBIA KHANQUAH
PHULWARI SHARIF, PATNA - 801505
Phone No. : 0612 - 251572, 250305

## دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف کی موجودہ کتابیں

| | |
|---|---|
| صحیفۂ آمان | مرتب ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری |
| سوانح | حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری |
| الباقیات الصالحات | حضرت فیاض المسلمین سید شاہ بدرالدین قادریؒ |
| جواب استفتاء میلاد مروجہ | حضرت فیاض المسلمین سید شاہ بدرالدین قادریؒ |
| جواب استفتاء | حضرت سید شاہ محی الدین قادریؒ |
| اسلام میں بدعت کا مفہوم | حضرت مولانا سید شاہ محمد عزالدین قادریؒ |
| عرس اور اسکی معنویت و حقیقت | حضرت مولانا محمد شفیع اللہ سہسرامی |
| افضل البشر سید المرسلین | حضرت مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری |